سوال

(68) عامی اور غیر عامی پر جو درجہ اجتہاد کو نہیں پہنچا ہے الخ

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ما قولکم رحمکم اللہ تعالی عامی اور غیر عامی پر جو درجہ اجتہاد کو نہیں پہنچا ہے۔ ایک مذہب کی تقلید کرنا واجب ہے یا نہیں۔؟ اور جس پر تقلید واجب ہے اگر وہ ایک مذہب معین کی تقلید نہ کرے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے کہ نہیں؟ اور اس کے ساتھ کھانا پینا اور شادی کی رسم جاری رکھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

ماہران شریعت غرار پر مخفی نہیں کہ جو شخص مومن باللہ والیوم الاخر اور تصدیق ۔ ماجاء بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم من ضروریات الدین وغیرہا من الفروعات الشرعیۃ خالصا نبی ﷺ نے جو ضروریات دین بتلائی ہیں اور شریعت کے فروعات بتلائے ہیں ان کی تصدیق کرتا ہو۔ رکھتا ہو۔ اور ہر صورت سے پابند شرع ہو یعنی حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانتا ہو پس بے شک وہ شخص مسلمان متقی اور اس آیت کریمہ کا مصداق ہے۔ لَّيْسَ الْبِرَّ أَن تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ١٧٧ ... أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ٥

وغیرہا من الایات القرانیۃ وعن ابن عباس بن عبد المطلب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذاق طعم الایمان من رضی اللہ باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد رسولا رواہ مسلم

وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی صلوتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتیا فذلک المسلم الذي لہ ذمۃ اللہ وذمۃ رسولہ فلا تخف ہو اللہ فی ذمتہ رواہ البخاري کذافی المشکوۃ

فی الجملہ جو شخص موصوف بصفات دین اسلام اور احکام شرع پر بطریق اہل سنت کاربند ہو۔ وہ اگرچہ ایک مذہب معین کا مقلد نہ ہو خواہ عامی ہو یا غیر عامیکہ درجہ اجتہاد کو نہ پہنچا ہو سو وہ شخص مذکورہ خاصہ مسلمان اور شریعت محمدیہ کا متبع ہے ازروئے شرع شریف اس کی مسلمانی میں کسی طرح کا عیب و نقصان متصور نہیں ہوسکتا۔ بہر حال وہ شخص بمتضائے اس آیت کریمہ۔ فَإِن تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ

کے برادر دینی ہے گو مذہب معین کا التزام نہ رکھتا ہو پھر جو کوئی اس کو برا کہے۔ اور شادی غمی میں اس سے نفرت و عداوت کرے۔ اور نہ ملے وہ فاسق و مخالف کتاب وسنت اور بمتدع متعصب اغلظ ہے۔ ایسے متعصب بدعتی اغلظ سے ملنا ترک کرے۔ کیونکہ برضا ورغبت بمتدع سے ملنا ہدم اسلام کا موجب ہے جیسا کہ اس مضمون کی حدیث مشکوۃ وغیرہ میں وارد ہے کیونکہ تقلید شخصی اور التزام مذہب معین پر شارع کا حکم اور خطاب صادر نہیں ہوا پس جس عقیدہ پر خدا اور رسول ﷺ کا حکم ناطق نہ ہو۔ وہ عقیدہ اور عمل مردود اور قبیح ہوتا

ہے۔قال اللہ وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وقال اللہ تعالی مَا أَنزَلَ اللَّهُ بِهَا مِن سُلْطَانٍ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ ولیس لغیر اللہ حکم واجب القبول والامر واجب الالتزام بل الحکم والامر والتکلیف لیس الالہ انتہی مافی التفسیر الکبیر والنیسابوری

1۔اگروہ توبہ کریں اور نماز کی پابندی کریں۔اور زکواۃ ادا کریں۔تو وہ دین میں تمہارے بھائی ہیں۔2۔اللہ فرماتے ہیں جو اسلام کے سوا کوئی اور دین تلاش کرے گا۔تو اسے قطعا قبول نہ کیا جائے گا۔3۔اللہ تعالیٰ نے اس کی کوئی دلیل نہیںاتاری حکم صرف اللہ تعالی کا ہے۔

اورسارے اہل اصول حکم کے معنی شرعا اس طرح پر لکھتے ہیں۔

الحکم 2 خطاب اللہ تعالی المتعلق بفعل المکلف اقتضاء اي طلبا وہو اما لطلب الفعم حتما او غیرہ او طلب الترک کذالک او تخیرا اي اباحۃ کذافی مسلم الثبوت فی علم الاصول قالوا ان ثبت الطلب الجازم القطعی لفعل غیر کف فالفرص او الفعل کف فالحرام وان ثبت الطالب لفعل غیر کف بدلیل ظنی فیہ شبہۃ قالواجب او کف فکراہۃ التحریم وان لم یکن الطلب جازما بل راجحا فاما ان یکون لفعل غیر کف کاندب او کف فکراہۃ التنزیہ وان لم یکن الطلب اصلا بل یکون تخیرا بین الفعل وعدہ فالاباحۃ کذافی شرح المسلم وغیرہامن کتب الاصول

اللہ کے سوا کسی کا حکم واجب القبول اور کسی کا امر واجب الالتزام نہیں ہے۔بلکہ حکم اور امر اور کسی کو مکلف بنانے کا حق صرف اللہ کا ہے۔تفسیر کبیر اور نیشا پوری کا اقتباس ختم ہوا۔

2۔حکم کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کا خطاب جو کسی مکلف کے متعلق ہو اگر قطعی دلیل سے حتمی طور پر کرنے کا حکم ہو تو وہ واجب ہے اور اگر ظنی دلیل سے حتمی طور پر روکا جائے تو وہ مکروہ تحریمی ہے۔اور اگر کسی کا کا کرنا ضروری نہ قرار دیا جائے بلکہ بہتر سمجھا جائے تو وہ مندوب ہے۔اور اگر روکا جائے تو وہ کراہت تنزیہی ہے۔اگر کرنے نہ کرنے کا اختیار دیا جائے۔تو اس کا نام اباحت ہے۔شرح مسلم وغیرہ کتب اصول میں ایسا ہی لکھا ہے۔

3۔اس لئے کہ اباحت یعنی اس کا ذکر کرنا یا نہ کرنا برابر ہو ایک شرعی حکم ہے۔کیونکہ احکام سے ہے۔اور حکم شریعت کی ہی ایک شاخ ہے تو معلوم ہوا کہ حکم اباحت شرعی ہے۔اس لئے کہ اباحت شرعی کا خطاب ہے۔اور خطاب حکم شرعی ہے۔یعنی اباحت شریعت کا تخیری حکم ہے مسلم الثبوت میں ایسا ہی ہے۔

اور جب تقلید شخصی خطاب شرع اور تکلیفات شرعیہ میں داخل نہ ہوئی نہ اقتضاء نہ تخیرا پس بدعت مذمومہ ہے۔

کما قال رسول اللہصلی اللہ علیہ وسلم من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو رد وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من عمل عملا لیس علیہ امرنا فہو رد کما رواہما البخاري فی صحیح

اسی نظر سے فاضل جلیل علامہ نبیل محمد اسماعیل ،والغفران نے تقلید شخصی والتزام مذہب معین کو بدعات حقیقہ میں شمار کیا ہے۔وملا علی قاری سم القوارض و شرح عین العلم میں اور عبدالعظیم ملا ابن فروخ مکی قول سدید میں لکھتے ہیں۔

اعلم ان اللہ لم یکلف احدا من عبادہ ان یکون حنفیا او مالکیا او شافعیا او حنبلیا بل اوجب علیہم الایمان بما بعث بہ محمدا صلی اللہ علیہ وسلم والعمل بشریعتہ انتہی مافی القول السدید مختصرا

ف۔اور اس عاجز نے اگرچہ ایک صورت تقلید شخصی کی معیار الحق میں بہ سبیل تنزل مباح میں درج کی تھی۔لیکن عند التحقیق الحقیق مباح میں بھی داخل نہیں ہوسکتی۔اس لئے کہ مباح خطاب شارع میں داخل ہے۔اور تقلید شخصی خطاب شارح سے خارج ہے۔

کما لا یخفی علی الماہر المتفطن المنصف وفی تفسیر الکبیر المسئلۃ الثانیۃ الاکثرون من المفسرین قالو الیس المراد من الارباب انہم اعتقدوا فیہم انہم الہۃ العالم بل المراد انہم اطاعوہم فی اوامرہم ونواہیہم نقلعن عدي بن حاتم کان نصرانیا فانتی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلموہو یقرا سورۃ براۃ فوصل الی ہذہ الایۃ فقلت لسنا نعبدہم فقال الیس یحرمون ما احل اللہ فتحرمونہ ویحلون ما حرم اللہ فتستحلونہ

1۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو آدمی ہمارے دین میں نیا کام جاری کرے جو اس کا جزو نہ ہو وہ کام مردود ہے۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا۔ اگر کوئی ایسا کام کرے جس پر ہمارا حکم نہیں ہے۔ تو وہ مردود ہے۔ 2۔ جان لو اللہ تعالیٰ نے کسی بندے کو یہ حکم نہیں دیا کہ وہ حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی بنے۔ کیونکہ ان کے لئے آپ ﷺ کے احکام پر ایمان لانا اور اس پر عمل کرنا فرض قرار دیا ہے۔ 3۔ تفسیر کبیر میں ہے۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اکثر مفسرین نے کہا ہے کہ اہل کتاب کے اپنے مولیوں اور پیروں کو رب بنانے کا یہ مطلب نہیں ہے۔ اکثر وہ ان کو عقیدہ خدا سمجھتے تھے۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ وہ اوامر نواہی میں ان کی اطاعت کرتے تھے۔ عدی بن حاتم سے روایت ہے۔ یہ پہلے عیسائی تھے۔ وہ آپ ﷺ کے پاس جب پہنچے۔ تو آپ ﷺ اس وقت سورۃ برائت کی یہ آیت پڑھ رہے تھے۔ مین نے عرض کیا کہ ہم تو ان کی عبادت نہیں کیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ جب کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دیتے تھے۔ تو تم اس کو حلال یا حرام نہیں سمجھتے تھے۔ میں نے عرض کیا ہاں تو فرمایا کہ یہی ان کی عبادت تھی۔ ربیع کہتے ہیں کہ میں نے ابو العالیہ سے سوال کیا کہ بنی اسرائیل ان کو خدا کیسے بناتے تھے۔ تو آپ نے کہا کہ وہ کتاب اللہ کے احکام کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ اور ان کے اقوال قبول کر لیا کرتے تھے۔ شاہ والی اللہ صاحب خاتم المحققین والمجتہدین فرماتے ہیں۔ میں نے فقہائے مقلدین کی ایک جماعت اس طرح کی دیکھی ہے۔ کہ مین نے بعض مسائل میں ان کو قرآن پاک کی آیتیں پڑھ کر سنایئں۔ جو ان کے مذہب کے خلاف تھیں۔ تو انھوں نے ان آیات کو تو قبول نہ کیا اور نہ ہی ان کی طرف توجہ ہی کی اور حیران و پریشان دیکھتے رہے مطلب یہ کہ ہمارے مجتہدین کے اقوال اگر ان کے برخلاف ہوں۔ تو ان ظاہری آیات پر عمل کیسے کر سکتے ہیں۔ اگر اچھی طرح غور کریں گے تو آپ کو معلوم ہوگا۔ یہ بیماری اکثر اہل دنیا میں پھیلی ہوئی ہے۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ شیطان کی پیروی کرنے والے کو تو صرف فاسق کہا جاتا ہے۔ اور مولویوں اور پیروں کی اطاعت کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ نے کفر کا فتویٰ کیو ملگا دیا۔ تو اس جواب یہ ہے کہ فاسق اگر شیطان کی اطاعت کرتا ہے۔ لیکن اس کو دل سے برا جانتا ہے۔ اس پر لعنت کرتا ہے۔ اور اس کو ذلیل سمجھتا ہے۔ اور یہ لوگ مولیوں اور پیروں کی اطاعت کرتے ہیں۔ تو یہ ان کی تعظیم کرتے ہیں اور ان کو حق پر سمجھتے ہیں۔ سو ان دونوں میں یہ فرق ہے۔ نمبر 1۔ شاہ عبد العزیز تفسیر عزیزی میں لکھتے ہیں۔ ۔ ۔ قرآن ۔ ۔ ۔ ۔ کے تحت لکھتے ہیں۔ کہ جب ان کو کہا جاتا ہے کہ حکم الٰہی کی پیروی کرو۔ اور آبا و اجداد اور شیطان کی پیروی چھوڑ دو۔ تو کہتے ہین کہ ہم خدا کے حکم کی اطاعت نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ہم میں اتنی قابلیت ہی نہیں ہے کہ ہم خدا کے حکم کو سمجھ سکیں۔ اور پھر ہمیں یہ یقین بھی کیونکہ آسکتا ہے۔ کہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو یہ خداوندی کا حکم ہے۔ تو اسی رسم و رواج کی پیروی کریں گے۔ جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ جو وہ کھاتے تھے ہم کھائیں گے۔ جس کو وہ حرام جانتے تھے ہم حرام جانیں گے۔ کیونکہ ہمارے باپ دادا ہم سے زیادہ عقل مند تھے۔ اگر اس میں وہ کوئی خرابی دیکھتے تو ضرور اس کو چھوڑ دیتے۔ اور اب اگر ہم ان کو رسم و رواج کی خلاف ورزی کر کے کھائیں پیئں گے تو تمام آدمی ہم کو طعنہ دیں گے۔ اور خصوصا برادری ہم سے ناراض ہو کر ہم کو برادری سے خارج کر دیں گے۔ ہم سے تعلقات منقطع کر دیں گے۔ بلکل اسی طرح ہندو بھی اپنے رسم و رواج کو نہیں چھوڑے اور بعض جاہل مسلمان رسوم باطلہ کے ترک کرنے میں یا بیوہ کا دوسرا نکاح کرنے میں بالکل یہی عزر پیش کرتے ہیں۔ ابن اسحاق اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک دن آپ ﷺ نے یہودیوں سے کلام شروع کیا۔ اور ان کو اسلام کی خوبیاں اس طرح سمجائیں۔ اور اسلام قبول نہ کرنے کے بارے میں ان کو ایسا لاجواب کیا کہ کوئی عزر باقی نہ رہ گیا۔ بالاخر رافع بن خارجہ اور مالک بن عوف نے کہا کہ آپ کے دین کی حقانیت تو مسلم ہے۔ لیکن ہم اپنے باپ دادا کی پیروی کریں گے۔ کیونکہ وہ ہم میں سے بہتر بھی تھے۔ او ورعام بھی زیادہ تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

چوتھی بات یہ ہے کہ اس آیت میں تقلید کے ابطال کی طرف اشارہ ہے۔ دو طریق سے پہلی وجہ یہ ہے کہ مقلد سے پوچھنا چاہیے کہ جس کی تو تقلید کرتا ہے۔ وہ تیرے نزدیک حق پر ہے یا نہیں۔ اگر تو اس کے حق پر ہونے کو نہیں جانتا اور اس پر غلطی پر ہونے کے احتمال کو بھی سمجھتا ہے۔ تو اس کی تقلید کیوں کرتا ہے۔ اگر اس کا حق پر ہونا جانتا ہے تو کیونکہ جانتا ہے۔ اگر کسی اور کے کہنے پر تجھے اعتبار آگیا ہے تو پھر اس کا حق پر ہونا جانتا ہے یا نہیں؟ اس طرح تسلسل اور دور لازم آئے گا۔ اور اگر عقل سے اس کا حق پر ہونا سمجھتا ہے۔ تو اس عقل کو حق کی معرفت میں کیوں نہیں کرتا۔ کیوں تقلید کی زلت گوارا کرتا ہے دوسری بات یہ ہے کہ جس کی تو تقلید کرتا ہے۔ اس نے بھی اس مسئلے کو تقلید سے معلوم کیا ہے۔ یا دلیل سے اگر اس نے بھی اس مسئلے کو تقلید ہی سے معلوم کیا ہے۔ تو پھر تو اور وہ برابر ہوگئے۔ وہ تجھ سے بہتر کیوں کر ہوا۔ اور اگر اس نے اسے دلیل سے معلوم کیا ہے۔ تو اس کی صحیح تقلید تو یہ ہے۔ تو بھی اسے دلیل سے معلوم کر ورنہ تو اس کا مخالف ہوگا نہ کہ مقلد اور جب تو نے اسے تقلید سے معلوم کر لیا۔ تو تقلید ختم ہوگئی۔

تفسیر کبیر میں ہے کہ دوسرا مسئلہ آیت کے معنی ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ خداوند تعالیٰ کی واضح دلیلوں کی پیروی کرو تو انھوں نے جوابا کہا کہ ہم اس کی پیروی کریں گے۔ ہم تو اپنے باپ دادا کی پیروی کریں گے۔ گویا انہوں نے دلیل کا مقابلہ تقلید سے کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو جواب دیا۔ اگر چہ ان ک باپ بے سمجھ اور گمراہ ہی ہوں۔ تب بھی انھیں کی پیروی کریں گے۔ اور اس میں بہت مسائل ہیں۔ دوسرا مسئلہ اس جواب کی کئی طریق سے تقریر کا ہے۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ مقلد سے پوچھنا چاہیے۔ کیا تو یہ اقرار کرتا ہے کہ کسی انسان

کی تقلید کرنے کےلیئے اس کے حق پر ہونے کا علم بھی ضروری ہے ۔ یا نہیں ۔ اگر وہ اقرار کرے کہ ان کے حق پر ہونے کا علم ضروری ہے ۔ تو اس سے پوچھا جائے کہ تم کو اس کا حق پر ہونا کیسے معلوم ہوا اگر کسی دوسرے کی تقلید سے ہوا ہے ۔ تو تسلسل اور دور لازم آئے گا ۔ اور اگر تو نے عقل سے معلوم کرلیا ہے ۔ تو یہ عقل دلیل تلاش کرنے کےلیئے کافی ہے ۔ تقلید کی ضرورت نہیں ہے ۔ اور اگر مقلد کے حق پر ہونے کا علم ضروری نہیں سمجھتا ۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تو نے اس کے باطل ہونے ک باوجود اس کی تقلید کرلی ۔ اس وقت تم کو یہ معلوم ن ہوگا ۔ کہ تم حق پر ہو یا باطل پر دوسری وجہ یہ ہے کہ فرض کرلو جس کی تم تقلید کرتے ہو ۔ اگر اس کو اس مسئلہ کا علم نہ ہوتا وہ خود ہی دنیا میں پیدا نہ ہوتا تو تم کیا کرتے یقیناً تم کو کسی اور کی طرف نگاہ اُٹھانا پڑتی ۔ سو اب بھی ایسا ہی کیوں نہیں کرلیتے ۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ جس پہلے آدمی کی تم تقلید کررہے ہو اس نے اس مسئلہ کو کیسے معلوم کیا اگر کسی اور کی تقلید سے معلوم کرلیا ہے ۔ تو دور لازم آئے گی ۔ تو معلوم ہوگیا ۔ اور اگر اس نے دلیل سے معلوم کیا ہے ۔ تو اس کی تقلید تو یہ ہے کہ تم بھی دلیل سے اس کو معلوم کرو ۔ ورنہ مخالفت لازم آئے گی ۔ تو معلوم ہوگیا کہ تقلید سے کوئی بات کہنا تقلید کی نفی کی طرف لے جاتا ہے ۔ پس تقلید باطل ٹھری ۔ تفسیر کبیر کا مضمون ختم ہوا ۔

یہ آیت مشرکین کے حق میں نازل ہوئی کہ جب ان کو دلائل کے اتباع کی دعوت دی گئی ۔ تو وہ تقلید آباد کی طرف جھک گئے ۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ آیت یہود کی ایک جماعت کے حق میں نازل ہوئی ۔ ان کو حضور ﷺ نے اسلام کی دعوت دی ۔ تو وہ کہنے لگے ہمارے باپ دادا ہم سے بہتر تھے ۔ زیادہ عالم تھے ۔ ہم ان کی پیروی کریں گے ۔ (ابوالسعود)

ان نافہم مقلدوں کے ہمپنیں طریقہ وشعار پر صد افسوس ہے کہ آئمہ مجتہدین کے اقوال پر بھی کاربند نہیں ہوتے بلکہ بمتقضائے مضمون آیت کریمہ فی کل واد یہیمون یعنی وادی جہالت مین سر دگرداں رہتے ہیں ۔ اور تابعداران متبعان خدا و رسول کو بزعم فاسد خود سب وشتم وزدوکوب کرتے ہیں ۔ اور لامذہب اور بد دین کہتے ہیں ۔ پس ان کے یہ تمام آثار وشعار بہ سبب ہوائے نفسانی وموجب عدم تدبر قرآن وحدیث واقوال سلف صالحین ومتاخرین محققین کے خلاف ہیں ۔ اور اقوال بلا دلیل پر نازاں وفرحان ہیں ۔ مسلم الثبوت میں مذکور ہے ۔

عن ائمتنا لایحل لاحد ان یفتی بقولنا مالم یعلم ن این قلنا انتہی وہکذا فی سم القوارض للملا علی قاری الہروی

واسامی کتب اہل اصول مذہب حنفی وغیرہ کے عدم وجوب تقلید شخصی میں یہ ہیں ۔ باب ثامن عشر قضا فتاویٰ عالم گیری وفتح القدیر و تحریر الاصول الابن الہام و تقریر شرح تحریر صاحب عنایہ و تجیر شرح تحریر امیر الحاج وشرح تحریر سید بادشاہ شرح منہاج علامہ قاسم و مسلم الثبوت محب اللہ البہاری و مختصر الاصول ابن حاجب و عضدی شرح مختصر الاصول وشرحہ تحریر و مسلم مولانا نظام الدین وبحر العلوم مولوی عبد العلی وعقد الفرید شر نبلالی وطحاوی وردالمختار وطوالع الانوار حواشی در مختار معتنم وعقد الجید وحجۃ اللہ البالغہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی وسوالات عشرہ شاہ عبد العزیز وقاضی ثناء اللہ پانی پتی کا رسالہ عمل بالحدیث وکتاب فارسی جو گویا ترجمہ الثبوت ہے ۔ تنویر العینین وایضاح الحق مولانا محمد اسماعیل شہید دہلوی جیسا کہ واقفان ومزاولان کتب مذکورہ پر مخفی نہیں ہے ۔ اس صورت میں مقلدین ہوا پرستان پر واجب ہے ۔ کہ بنظر انصاف وتدبر تمام کتب مذکورہ کو ملاحظہ فرما کر افراط ۔ تفریط سے باز آویں ۔ تا رضائے مولا پا دین ۔

اند کے با تو بگفتم وبدل ترسیدم کہ دل آرزووہ شوی ورنہ سخن بسیار است

واضح ہو کہ جاہل ناواقف پر بمقتضائے ۔ ۔ ۔ قرآن ۔ ۔ ۔ ۔

مسائل کا پوچھنا اور سیکھنا شرعاً فرض واجب ہے ۔ یعنی ہر جاہل لاعلمی کے وقت کسی عالم اہل الزکر سے خواہ وہ عالم افضل ہو ۔ خواہ وہ فاضل خواہ مفضول ہو ۔ کیونکہ اہل الزکر عند التحقیق عام ہے ۔ مسئلہ دریافت کرلیا کرے ۔ خواہ اہل عالم اہل زکر سے پوچھ لے ۔ یا دوسے ۔ فی الجملہ جس سے تسلی اور دل جمعی ہو پھر جب ایک سے یا دوسے مثلاً دریافت کرلیا عہدہ تکلیف سے باہر ہوگیا ۔ اس پر شرعاً مواخذہ نہ رہا اور اسی پر قطعاً اجماع ہوچکا ۔ جان لینا چاہیے کہ ہر اس آدمی کےلیئے جو درجہ نظر واستدلال تک نہیں پہنچا ہے سارے مجتہد اور علمائے کاملین اہل زکر ہیں ۔ جن سے مسئلہ پوچھنے کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ۔ جب کوئی مقلد کسی عالم کے قول پر عمل کرے گا تو اس نے اپنی تحقیق کرلی القول السدید وغیرہ سے ایسا ہی معلوم ہوا ہے ۔

مسئلہ ۔ افضل اور اعلم کے ہوتے ہوئے بھی مفضول کی تقلید اکثر اہل علم کے نزدیک جائز ہے ۔ ہاں اامام احمد اور کچھ دوسرے علماء اس کے قائل نہیں ہیں ان کے نزدیک زیادہ صحیح کی تلاش ضروری ہے ۔ فی الواقع یہ رسالہ مسمی بر ثبوت الحق الحقیق واسطے حق کے کافی ہے ۔ اور واسطے ہدایت کے وافی ہے ۔

1۔ ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ اولااللہ تعالیٰ نے اہل زکر میں عموم رکھا ہے۔ اور صحابہ کے زمانے میں یہ فیصلہ ہوگیا کہ افضل کے ہوتے ہوئے مفضول صحابہ بھی فتویٰ دیا کرتے تھے۔ توگویا اس طرح اجماع ہوگیا۔ یہی وجہ ہے کہ امام ابو حنیفہ نے نے فرمایا کہ اگر صحابہ کا اجماع ہوتا تو ہمارے مخالفین کی بات راجح ہوتی مسلم الثبوت کا مضمون ختم ہوا۔ سو جو عموم اہل زکر کا انکار کرے۔ اس پر افسوس اللہ ہمیں حق دکھا۔ آمین

الراقم۔ سید محمد نزیر حسین۔ سید شریف حسین۔ سید احمد حسن۔ الٰھی بخش شہاب الدین۔ حررہ محمد عبد الروئوف مہدانوی عظیم آبادی۔ محمد عبد العزیز عظیم آبادی۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

[فتاویٰ علمائے حدیث]

جلد 11 ص 213-225

محدث فتویٰ